

۴۔ شرح :- قامتِ محبوب کو عموماً قیامت سے تشبیہ دیتے ہیں، کیونکہ اس کائنات کی کوئی دوسری اٹھان قامتِ محبوب کے مقابلے پر نہیں آ سکتی۔ اسی لحاظ سے محبوب کے خرامِ ناز کو فتنۂ قیامت یا فتنۂ محشر کہتے ہیں اور خود قیامت کو فتنۂ ہی سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

شاعر کہتا ہے کہ قیامت کے فتنے کی باتیں تو بارہا سنی تھیں، لیکن دل کو یقین نہیں آتا تھا۔ جب قامتِ محبوب کا رنگ ڈھنگ دیکھا تو یقین ہو گیا کہ واقعی فتنۂ محشر کے متعلق جو کچھ کہا جاتا تھا، وہ بالکل درست ہے۔

ظاہر ہے کہ کسی نادیدہ چیز کا یقین پیدا کرنے کے لیے کوئی نہ کوئی مثبت شہادت سامنے ہونی چاہیے۔ قید یار کے عالم نے شاعر کو فتنے کا معتقد بنا دیا۔

۵۔ شرح :- میں سادہ دل اور سادہ لوح سا ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ محبوب کے آزرده ورنجیدہ ہو جانے پر خوش ہوتا ہوں، کیونکہ اس طرح معاملاتِ عشق کا سبق دہرانے کا موقع مل جائے گا۔

شاعر کا مدعا یہ ہے کہ محبوب رنجیدہ ہو گا تو مجھے موقع ملے گا کہ اس کے سامنے حاضر ہو کر اپنے عشق و محبت کی کیفیت بیان کروں۔ بتاؤں کہ میں آپ کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا۔ اس سلسلے میں گلے شکوے بھی ہوں گے۔ یہ تمام باتیں پہلے مرحلے پر دلی خوشی کا باعث بنی تھیں، کیونکہ رنجیدگی کے بعد محبوب سے صلح ہو گئی تھی۔ عاشق چاہتا ہے کہ وہ سارا قصہ نئے سرے سے دہرایا جائے۔ لہذا اپنی سادہ دلی سے محبوب کو رنجیدہ دیکھ کر خوش ہوتا ہے۔ اور سمجھتا ہے کہ محبت کا رشتہ نئے سرے سے استوار ہو گا تو اس میں زیادہ استحکام پیدا ہو جائے گا، جس طرح سبق دہرایا جائے تو خوب یاد ہو جاتا ہے۔ اس پوری آرزو کو سادہ دلی اس لیے کہا کہ عاشق یہ اندازہ نہ کر سکا۔ ایک مرتبہ تعلقات درست ہو جانے کے بعد ضروری نہیں کہ دوبارہ ویسا ہی رابطہ قائم ہو جائے۔